سلطان محمود غزنوی کی وفات پر ایک نظم

از جناب مولوی عبدالرحمن خانصاحب صدر حیدرآباد اکاڈمی حیدرآباد دکن

ایشیائی ممالک میں شعرا کو جو قوت حاصل ہے محتاج بیان نہیں۔ ان کے کلام کا اثر لوگوں کے دلوں پر صدیوں تک باقی رہتا ہے جس کسی بادشاہ یا امیر کے داد و دہش کی شعرا نے تعریف کی اس کے سب عیب چھپ گئے اور وہ ہمیشہ کیلئے نیک نام ہوگیا لیکن جس کو انھوں نے دیکھا کہ قصیدہ خوانوں پر غور و تامل سے روپیہ خرچ کرتا ہے تو وہ خواہ کتنا ہی بلند ہمت اور عالی مرتبت بادشاہ ہو اس کی ہجو لکھ ڈالی یا کسی اور طرح سے مذمت کردی اور وہ آنیوالی نسلوں کے سامنے ہمیشہ کیلئے خوار و ذلیل ہوگیا۔

سلطان محمود غزنوی جس پایہ کا بادشاہ گذرا ہے اس سے ہر تاریخ داں واقف ہے لیکن بدقسمتی سے چونکہ وہ فردوسی کو شاہنامہ کے صلہ میں اس کے من مانے روپے نہ دے سکا اس پر بخل کا الزام لگایا گیا اور اسکی ایک بیہودہ سی ہجو لکھی گئی جو اصل کتاب کے ساتھ ضرور شائع کی جاتی ہے۔ اس ہجو میں محمود کے بیگناہ ماں باپ پر بھی طعن و تشنیع کی گئی ہے لیکن اب حالیہ تحقیق سے ثابت ہوگیا ہے یہ ہجو خود فردوسی نے نہیں کہی بلکہ اس کے نام سے بعض پست خیال متعصب اشخاص نے لکھی۔ جب ایسے بڑے شاعر کے نام سے محمود کی ہجو منسوب کی گئی تو ایشیائی دنیا میں بہت کم ایسے لوگ ملیں گے جو اس کے ساتھ ہمدردی نہیں تو کم از کم انصاف کریں گے اور دیکھیں گے کہ شاہنامہ کا صلہ فی الحقیقت مصنف کے اندازے سے کمتر کیوں تجویز ہوا۔ اس بے نظیر نظم میں سچا اور تاریخی مواد کس قدر ہے اور فرضی افسانہ کسقدر۔

یہ ظاہر ہے کہ محمود معصوم نہ تھا۔ دنیا کے کتنے انسان گزرے ہیں جو ہر عیب سے مبرا تھے کسی شخص کے

محض ایک ظاہر کمزور پہلو پر نظر ڈالکر اس کی تمام خوبیوں کو یاد سے بھلا دینا ایمانداری اور انصاف کا مقتضا نہیں محمود کی موت کا قصہ بھی جو عام طور پر مشہور ہے سخت ناقابل اعتبار معلوم ہوتا ہے اگر وہ مرتے وقت اپنے مال و متاع کو دیکھکر رویا تو کیا یہ ضرور ہے کہ اسے اپنی دولت کی مفارقت ہی کا رنج تھا؟ ادنیٰ سے ادنیٰ بخیل بھی ایسا نہیں کرتا۔ اگر کبھی روتا ہے تو صرف اس وجہ سے کہ وہ ڈرتا ہے کہ شاید اس کے بعد اس کے جانشین و ورثہ اس کی محنت کی کمائی کو جو انھیں مفت مل رہی ہے بیہودہ کاموں پر صرف کر ڈالیں گے۔ محمود بلا مبالغہ اپنے زمانہ کا سب سے بڑا بادشاہ تھا۔ بہادر سپہ سالار تھا۔ انتہا درجہ منصف مزاج فرماں روا تھا مربی علم تھا اور اپنی رعایا کا بڑا ہی خیر خواہ تھا اس سے ایسی توقع نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی کو محمود کی حق پسندی اور انصاف کے متعلق شبہ ہو تو اسے چاہیے لی ہنت (Leigh hunt) کی انگریزی نظم بعنوان "محمود" ملاحظہ کرے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن محمود کے پاس ایک مستغیث روتا ہوا آیا کہ ایک زبردست مسلح ڈاکو اس کے گھر میں رات کو گھس آتا ہے اور سارا مال و اسباب لوٹ کر لیجاتا ہے محمود نے اسکو دلاسا دیکر کہا کہ جونہی ڈاکو دوبارہ گھر میں داخل ہو اس کی اطلاع کر دی جائے۔ تین دن بعد اس شخص نے محمود کو چور کے آنے کی اطلاع دی محمود فوراً تیغ بکف چند ملازمین کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ رات کا وقت تھا چراغوں کو گل کر کے چور پر حملہ کیا اور اپنے ہاتھ سے اسکو قتل کر ڈالا پھر جب چراغ روشن کیے گئے تو محمود نے بغور دیکھا اور سربسجود ہو کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد مالک مکان سے کھانا طلب کر کے کئی دن کے بھوکوں کی طرح کھایا۔ مستغیث حیران تھا کہ آخر یہ کیا ماجرا ہے پوچھا تو محمود نے کہا کہ مجھے خوف تھا کہ شاید یہ ڈاکو میرا کوئی بڑا قسہ یا لڑکا ہو گا جس کو اگر میں دیکھ لیتا تو شاید قتل کرنے میں تامل ہوتا اتنی دلیری سے غیر کے گھر میں بے تکلف گھسنا اور اس کو ایسی تکلیف دینا کسی معمولی چور کی ہمت سے باہر ہے اب خدا کے فضل سے معلوم ہو گیا کہ چور میرا کوئی لڑکا نہیں تھا کھانا اسلئے منگوا کر کھایا کہ عہد کر لیا تھا کہ جب تک چور کو سزا نہ دونگا کھانا نہ کھاؤں گا اور اگر اسکی فیاضی اور مردم شناسی کا حال معلوم کرنا ہو تو بوستانِ سعدی کے باب سوم میں

حکایت سلطان محمود و سیرتِ ایاز ملاحظہ کی جائے خصوصاً مندرجہ ذیل اشعار:۔

شنیدم کہ در تنگ نائے شتر بیفتاد و بشکست صندوقِ زر
بیغما ملک آستیں برفشاند وزانجا بتعجیل مرکب براند
سواراں پئے دُرّ و مرجاں شدند زسلطاں بیغماں پریشاں شدند
نماند از وشا قانِ گردن فراز کسے در قفائے ملک جز ایاز

ان امور کو پیش نظر رکھکر راقم نے اوائل عمر میں سلطان محمود کی وفات پر چند اشعار کہے تھے وہ اب کسی قدر ترمیم اور اضافہ کے ساتھ ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں ان کے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ وہ کس قدر حقیقت حال کی ترجمانی کرتے ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ موجودہ زمانہ کے مصنف مثلاً پروفیسر شیرانی اور ناظم صاحب وغیرہ نے اپنی تصانیف میں محمود کے ساتھ نہایت منصفانہ برتاؤ کیا اور بتایا ہے کہ دنیائے علم و سیاست پر اس کے کیا احسانات ہیں۔

چو محمود را مرگ بر سر رسید زدنیائے دوں روئے درہم کشید
بیاد آمدش ہرچہ سر زد ازو زگفتار و کردارِ زشت و نکو
کشیدہ آہ سرد از دل دردمند کہ ایں است انجام ہر مستمند
بدل گفت دنیا عجب بیوفاست امید وفاداری از وے خطاست
عیاں شد بہ من ایں حقیقت کنوں کہ افتادہ ام پا بہ گور اندروں
من آں دادگر بودہ ام شہریار کہ از من جہاں یافت امن و قرار
چو دورِ خلافت بہ پستی رسید جہاں شد ز امن و سکوں ناامید
سپاہِ عرب جملہ ناپید بود خلیفہ بہ بغداد در قید بود
زشمشیر تاتاریانِ حروں چو شد بخت عباسیاں سرنگوں

کشیدم بنا چار شمشیر کیں ‫ ‫ گرفتم خراساں بزیرِ نگیں
بر ایران و توران و بر سیستاں ‫ ‫ بتائید یزداں شدم حکمراں
بہ ہندوستاں دین و آئین بود ‫ ‫ عمل بر روایات پیشیں نہ بود
برار شاد وید[1] انماند اعتقاد ‫ ‫ بیکسو نہادند او پانشاد[2]
حکومت بدست برہمن اسیر ‫ ‫ باوہام افتادہ برنا و پیر
گرفتار مردم بچنگال باج ‫ ‫ فروماند از ظلم رسم و رواج
غرض حال شاں جملہ ناگفتہ بہ ‫ ‫ ہمہ زندہ در گور کہ بُد کہ مہ
بجائے خدا بندہ معبود گشت ‫ ‫ نبات و جمادات مسجود گشت
جہاں را من از شرک دادم نجات ‫ ‫ نہ از کیں شکستم بت سومنات
براہِ خدا تیغ بر داشتم ‫ ‫ نہ بر مال و دولت نظر داشتم
بہر سوئے چوں برق بشتافتم ‫ ‫ بہر جا کہ رفتم ظفر یافتم
چو من فاتحے را نہ بیند بخواب ‫ ‫ بسا گرچہ گردش کند آفتاب
نہ دارا شہنشہ ز نسل کیاں ‫ ‫ نہ سدیں[3] سپاہ و نہ تورانیاں
نہ اسکندر آقائے ربع جہاں ‫ ‫ نہ ثقفی[4] سرِ عسکرِ تازیاں

---

[1] قدیم ہندوؤں کی سب سے پرانی مذہبی کتاب جس میں اللہ تعالیٰ کو سارے جہاں کا خالق اور بلا شرکت غیرے مالک مانا گیا ہے ۱۲ منہ

[2] اس کتاب میں آریاؤں کے قدیم فلسفیانہ خیالات ظاہر کئے گئے ہیں ۱۲ منہ

[3] قدیم سرزمین سدیا (Scythia.) کے باشندے۔ یہ ملک بحیرۂ اسود کے شمال میں واقع تھا۔ سدین قوم نے بھی ہندوستان پر زمانہ قدیم میں حملہ کیا تھا ۱۲ منہ

[4] محمد ابن قاسم الثقفی حجاج ابنِ یوسف ثقفی کا نوجوان داماد تھا اور حجاج کے حکم سے اس نے سندھ کو فتح کیا تھا ۱۲ منہ

چو من ہیچ نہ گرفت اقلیم ہند | ہمہ ماندہ در گردِ صحرائے سند
بہ تھانیسور کردہ ام آں جہاد | کہ جنگ کرکشترہ[1] بر شد زیاد
زمن بیخ توحید مضبوط گشت | بصدق و صفا خلق مربوط گشت
بیا راستم باز بزم سخن | دگر تازہ شد یاد عہدِ کہن
در آفاق صبح محبت دمید | دماغ جہاں بوئے راحت شنید
بہ شد باز روشن چراغ علوم | سبق برد غزنین زیونان و روم
فقیہ و مہندس ادیب و حکیم | زہر گوشہ در سایہ ام شد مقیم
درخشاں نمودند چوں آفتاب | حکیمان من آریائی حساب[2]
بدانند اقوام[3] عصرِ جدید | چہ گلہائے دانش زفیضم دمید
تعجب کنند ایں چہ اعجاز بود | کہ غزنین زما گوئے سبقت ربود

---

[1] کرکشترہ مہابھارت کی مشہور ہندوؤں کی جنگ کا مقام ہے جو تھانیسور کے قریب ہی تھا ۱۲ منہ

[2] محمود نے غزنین میں ایک اعلیٰ درجہ کی جامعہ قائم کی تھی جہاں مشہور علما نے بڑے بڑے تحقیقاتی کام انجام دیئے ۱۲ منہ

[3] ابوریحان محمد ابن احمد البیرونی نے گیارہویں صدی کے اوائل میں بڑی محنت سے سنسکرت سیکھی اور ہندو طریقہ کتابت، اعداد کا حقیقی راز معلوم کر لیا اور صفر کی اہمیت کو بھی پا لیا اس کے ذریعہ علمائے عرب و ایران اور پھر ان کے توسط سے علمائے یورپ اس مفید طریقۂ حساب سے بخوبی واقف ہو گئے ۱۲ منہ

[4] سیالات کے خواص سے واقفیت حاصل کر کے اشیار کی کثافت اضافی کی صحیح تعیین کے متعلق البیرونی اور اور اس کے زمانہ کے حکمائے اسلام نے بڑی کامیابی کے ساتھ تجربے کئے ان کے اخذ کئے ہوئے نتائج کی صحت کو یورپ انیسویں صدی کے وسط تک نہ پہنچ سکا جیسا کہ میزان الحکمت کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح مشاہدات فلکی میں البیرونی اور اس کے ساتھیوں کو جو کمال حاصل تھا آٹھ نو سو سال بعد بھی لوگوں کو بمشکل حاصل ہو سکا۔ بطور مثال منطقة البروجی نور کا سب سے قدیم ذکر اور بہترین ذکر البیرونی کی مشہور کتاب التفہیم لاوائل صناعة التنجیم میں موجود ہے ۱۲ منہ

نہ گراندروں پاک بودے مرا — زمردن کنوں باک بودے مرا
گرازکیں کسے زشت خواندمرا — چہ غم زانکہ حق نیک داند مرا
بہ تاراج اگر ملک و دولت رود — بہ دیگر کساں ایں حکومت رود
بہ غزنین نماند جمال وجلال — شود زیر پائے ستم پائمال
ولے تاقیامت بہ ہندوستاں — بماند ز اسلام نام ونشاں
جہاں تا بود ہم بود نامِ من — نخستؔ سلاطیں شہِ بت شکن
زہر سو رسد بر روانم سلام — کہ من خدمتِ خلق کردم مدام
ہم آں وقت از جسم او رفت جاں — خدالیش بہ فردوس کرد آشیاں

ؔ عام طور پر تاریخ میں محمود ہی کو سب سے پہلا بادشاہ مانتے ہیں جس نے اپنا لقب سلطان اختیار کیا ۱۲ منہ

ترجمۂ قرآن کیلئے ایک مفید اور معتبر کتاب

تیسیر القران

صوبہ بہار کے مشہور عالم مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی نے اس کتاب کو براہ راست فہم قرآن کیلئے بڑے سلیقہ اور جانفشانی سے مرتب فرمایا ہے۔ اس کتاب کی مدد سے قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی صلاحیت زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سال میں پیدا ہوسکتی ہے بشرطیکہ مولف کے بتائے ہوئے طریقہ پر توجہ سے عمل کیا جائے کتاب عربی مدارس کے نصاب میں داخل ہونے کے لائق ہے۔ صفحات ۸۰ بڑی تقطیع قیمت ۸ر

ملنے کا پتہ

مکتبہ برہان قرول باغ دہلی